INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY ISLAMABAD

تعمیر معاشرہ میں
مسجد کا کردار

مولانا امیر الدین مہر



دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

تعمیر معاشرہ میں مسجد کا کردار

مولانا امیر الدین مہر

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

کتاب	:	تعمیر معاشرہ میں مسجد کا کردار
مصنف	:	مولانا امیر الدین مہر
تدوین	:	محمد شاہد رفیع
نگران طباعت	:	حیران خٹک
کمپوزنگ	:	محمد اعظم
اشاعت پنجم	:	۲۰۰۸ء
تعداد	:	۳۰۰۰
طابع	:	ادارہ تحقیقات اسلامی پریس اسلام آباد
قیمت	:	۲۰ روپے

ISBN-978-969-556-095-2

ناشر

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی پوسٹ بکس ۱۴۸۵ اسلام آباد

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اسلام اور امت مسلمہ کی اساس و بنیاد کسی رنگ، نسل، علاقے یا زبان پر نہیں بلکہ ایک نظریے اور پیغام پر ہے۔ جس امت کی بنیاد ہی کسی نظریہ پر ہوتی ہے اسے اپنی بقاء کے لیے نظریہ کا تحفظ اس طرح کرنا پڑتا ہے جس طرح ایک جاندار اپنی جان کی اور ایک ذی روح مخلوق اپنی روح کی حفاظت کرتی ہے۔ کیونکہ جب تک نظریہ قائم اور زندہ رہے قوم باقی رہتی ہے اور جیسے ہی نظریہ کمزور پڑے قوم کی وحدت اور یکجہتی بھی ختم ہوجاتی ہے۔

امت مسلمہ کی بقاء اور تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے اسلام نے دعوت و تبلیغ کو ہر مسلمان کا فریضہ قرار دیا ہے اور ہر صاحب ایمان کی یہ ذمہ داری بتائی ہے کہ وہ اپنی سطح پر اپنے علم وفہم کے مطابق، اپنے حلقۂ اثر کے اندر، اپنے مقدور بھر اسلام کا پیغام عام کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اگر ایک دائرہ میں یہ کوشش فرض عین کا درجہ رکھتی ہے تو دوسرے دائرہ میں فرض کفایہ ہوجاتی ہے۔ مثلاً ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ اور اہل و عیال کو دین کی ضروری تعلیم دلانے کا انتظام کرے اور کوشش کرے کہ وہ فرائض پر کاربند اور نواہی سے مجتنب رہیں۔ اس دائرہ سے باہر بالتدریج اس کی ذمہ داری میں دوسرے

اہل ایمان شریک ہوتے جاتے ہیں۔حتیٰ کہ پوری انسانیت کی سطح پر یہ تمام اہل ایمان کی اجتماعی ذمہ داری بن جاتی ہے۔

قرآن مجید نے دعوت و تبلیغ کے مختلف پہلوؤں کو مختلف ناموں سے یاد کیا ہے تاکہ یہ سب پہلو اہل ایمان کے ذہنوں میں تازہ رہیں۔ان اصطلاحی الفاظ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ قرآن پاک نے اس فریضہ کو افراد کی ذمہ داری بھی قرار دیا ہے (توبہ:۱۱۲-۱۱۱) مختلف گروہوں اور جماعتوں کی بھی (آل عمران:۱۰۴) پوری امت مسلمہ کی بھی (آل عمران:۱۱۰) اور اسلامی ریاست کی بھی (الحج:۴۱)۔ظاہر ہے کہ یہ ذمہ داری کی مختلف سطحیں اور مدارج ہیں ورنہ جس سطح اور درجہ پر ریاست اس فریضہ کو انجام دے گی اور جس سطح پر اس کی ادائیگی کا مطالبہ اسلامی حکومت سے کیا جائے گا اس سطح پر اس فریضہ کی انجام دہی کی توقع کسی فرد سے نہیں کی جاسکتی۔

قرآن پاک نے جہاں اس کام کی فرضیت بیان فرمائی ہے وہیں اس کی ادائیگی کا اسلوب اور طریقہ کار بھی بتادیا ہے۔قرآن مجید میں دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے ایسے بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں جن کو پیش نظر رکھ کر ہر قوم، ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں دعوت و تبلیغ کا ایک جامع اور مؤثر پروگرام وضع کیا جاسکتا ہے۔یوں تو قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ان اصولوں کی نشاندہی کی گئی ہے لیکن خاص طور پر سورہ حجر کی آخری آیات، سورہ نمل کی آخری آیات، سورہ حم السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ اس سلسلہ میں قابل غور ہیں۔

دعوت کے بنیادی اصول "کلموا الناس علی قدر عقولہم" (یعنی لوگوں سے ان کے عقلی اور فکری معیار کے لحاظ سے گفتگو کرو) کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے اکیڈمی نے ڈاکٹروں، طبیبوں، قانون دانوں، اساتذہ کرام، داعیان، ارباب صحافت، ادیبوں، دانشوروں، عمال حکومت، علمائے کرام، تعلیم یافتہ افراد، کم پڑھ لکھے لوگ، مریضوں، نوجوانوں، بچوں، خواتین، اہل تجارت و معیشت، مجاہدین ملت، طلباء و طالبات، جیل کا عملہ، قیدی، غیر مسلموں، نومسلموں، جدی پشتی مسلمانوں غرض ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر طرح کے افراد کے لیے الگ الگ لٹریچر تیار کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اکیڈمی کا یہ دعوتی لٹریچر فی الحال اُردو اور انگریزی کے علاوہ سندھی، پشتو، فارسی، روسی، ہسپانوی، چینی، جرمن، ترکی، بنگلہ اور پولش وغیرہ زبانوں میں تیار کیا جا رہا ہے اور مزید زبانوں میں تیاری کا پروگرام ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ بھی اکیڈمی کی مطبوعات کی اسی اسکیم کا ایک حصہ ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قارئین کو اس کتابچہ سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس کتابچہ اور اس کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے میں ہماری مدد فرمائیں۔

ڈائریکٹر

دعوۃ اکیڈمی

تعمیر معاشرہ میں مسجد کا کردار

اسلام نے فرد اور معاشرہ کی تربیت و تعلیم، مسلمانوں کو باہمی منظم و مربوط کرنے، ان کی اجتماعیت قائم کرنے اور ان کے آپس کے روابط قائم و مستحکم کرنے کا جو بہترین نظام دیا ہے اس کا ایک بنیادی ادارہ مسجد ہے۔ مسجد ایک طرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حصول تقرب کی جگہ ہے تو دوسری طرف معاشرہ کی دینی، اخلاقی اور روحانی اصلاح کرنے اور اسے اسلامی اقدار پر قائم کرنے کا بہت بڑا ذریعہ بھی ہے۔ مسجد دراصل مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی کا ایسا مرکز ومحور ہے جہاں سے ان کی تمام مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، تعلیمی، تمدنی، ثقافتی، تہذیبی، سیاسی اور اجتماعی امور کی رہنمائی ہوتی ہے اور ہونی چاہیے۔

مسجد کا یہ کردار قرونِ اوّل میں پوری طرح جاری و ساری رہا، چنانچہ اس دور میں مسلمانوں کے تمام معاملات مسجد ہی میں سرانجام دیے جاتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں مسجد دارالخلافہ سے لے کر غرباء کی قیام گاہ تک تھی۔ جب تک مسجد کا یہ مقام باقی رہا امت مسلمہ، امت واحدہ کی حیثیت سے

اپنا فریضہ انجام دیتی رہی لیکن جب یہ رشتہ کمزور ہوا اور اجتماعی زندگی کی مرکزیت مسجد سے منتقل ہو کر دوسری سمتوں اور مرکزوں میں چلی گئی تو امت افتراق و انتشار کا شکار ہو گئی۔

مسجد کی یہ حقیقت حضور اکرم ﷺ کے زمانے سے لے کر صدیوں بعد تک قائم رہی۔ اسلام کے مثالی دور میں مسجد عدل و انصاف کا مرکز بھی تھی۔ خود رسول اللہ ﷺ خلفائے راشدین اور اس دور کے تمام حکام مسجد ہی میں بیٹھ کر عدل گستری کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ تعلیم و تعلم کا سلسلہ مسجد نبوی میں صفہ سے شروع ہوا جو صدیوں تک ہر مسجد کے ساتھ قائم رہا بلکہ کسی قدر آج تک قائم و دائم ہے۔ مسلمانوں کے قدیم ترین ادارے جامعہ ازہر، جامعہ زیتون اور جامعہ قروین مسجدوں میں قائم ہوئے اور مسجدوں میں انہوں نے ترقی و ارتقاء کے جملہ مراحل طے کیے۔ مسلمانوں نے اپنے مثالی دور میں جتنے شہر اور بستیاں آباد کیں، ان میں مسجد کو مرکزیت حاصل رہی۔ چنانچہ کوفہ، بصرہ اور قیروان وغیرہ کی بنیادیں جب ڈالی گئیں تو ان کے نقشے میں مسجدوں کو مرکزی مقام دیا گیا۔

قرآن مجید و حدیث شریف میں مسجد تعمیر کرنے، اسے آباد کرنے، اس کی دیکھ بھال کرنے اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ نیز جو لوگ مسجدوں کی خدمت کرتے ہیں اور مسجد کی ہر قسم کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں ان کے لیے بڑے اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔

مسجد میں حاضری کو مسلمانوں کے ایمان کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک

حدیث میں ہے:

اذا رایتم الرجل یتعاهد المسجد فاشهدو ا له بالایمان فان اللّٰہ یقول انما یعمر مساجد اللّٰہ من آمن باللّٰہ والیوم الآخر (۱)

جب تم کسی شخص کو باقاعدگی سے مسجد آتا دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اصلاح معاشرہ میں مسجد کا بڑا اہم کردار ہے۔ لہٰذا اس ادارے کو وہی اہمیت، درجہ اور مقام دیا جائے جو حضور اکرم ﷺ نے دیا تھا اور صحابہ کرامؓ نے اسے مزید بڑھایا تھا تو آج ہمارے معاشرے کی بہت سی خرابیاں ختم ہو جائیں اور نیکیوں اور بھلائیوں کا دور دورہ ہو جائے۔

آج ہم اسلامی نظام کے قیام و اجراء کی بات کر رہے ہیں اور دل میں تمنا و خواہش بھی رکھتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کام کے لیے عملی اقدام کریں۔ اس عمل کی ابتداء اس طرح ہو گی جس طرح حضور اکرم ﷺ نے کی تھی، اور ابتدا مسجد سے ہوئی تھی۔ اس لیے سب سے پہلے ہمیں مسجد کو وہ مقام و مرکزیت دینی ہو گی جو حضور اکرم ﷺ نے دی تھی۔

معاشرے کی اصلاح کے لیے مسجد کو مرکز بنانے سے کئی ایسے فتنے ختم ہو جائیں گے جنہوں نے معاشرے کو کھوکھلا اور تہس نہس کر دیا ہے۔ جیسے علاقائیت،

لسانیت، نسلیت، طبقہ واریت اور صوبائیت وغیرہ۔ نیز اس سے لوگوں کے دلوں سے حسد، کینہ، بغض، نفرت وکدورت کا قلع قمع ہوگا۔ پھر اس سے امیر وغریب افسر ماتحت، مخدوم وخادم، اعلیٰ وادنیٰ، چھوٹے اور بڑے کے درمیان جو امتیازات ہیں وہ ختم ہوجائیں گے اور پھر وہی دور عود کر آئے گا جس میں اخوت ومساوات ہمدردی وغم خواری، یک جہتی و ہم آہنگی تھی۔

مسلم معاشرے میں مساجد کی ایک حیثیت اسلام کی چھاؤنیوں کی ہے جن کے ذریعے زمین پر پھیلنے والے چھوٹے بڑے فتنوں، برائیوں اور خرابیوں کے خلاف جہاد کیا جاتا ہے۔ ان مراکز میں افراد کی روحانی، ذہنی، جسمانی اور اخلاقی تربیت کرنے کے بعد انہیں عملی میدان میں لایا جاتا ہے۔ مسلمان دراصل اللہ کا سپاہی ہے جس کا مرکز اور چھاؤنی مسجدیں ہیں۔ لہٰذا مسجد میں اس کی پنج وقتہ حاضری اور نماز باجماعت کی پابندی لازم قرار دی گئی ہے۔ جس طرح ایک فوجی سپاہی کی اپنی چھاؤنی میں حاضری لازمی ہے اور اس کی غیر حاضری کو کسی حالت میں برداشت نہیں کیا جاتا اسی طرح مسجد سے غیر حاضری کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

مسجد کی یہ حیثیت پیش نظر رکھتے ہوئے اس مرکز سے اصلاح معاشرہ کا عظیم کا سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ مسجد کی مرکزی حیثیت پیش نظر رہے اور اس کام کو اس طریقہ سے شروع کیا جائے جس سے حضور اکرم ﷺ نے کیا تھا۔

ذیل میں چند تجاویز پیش کی جارہی ہیں جنہیں سامنے رکھ کر مسجد کی اصلی حیثیت

بحال کی جاسکتی ہے اور اس سے اصلاح معاشرہ کا کام لیا جاسکتا ہے۔

مسجد سے روحانی وعبادتی تعلق کا احیاء

ہر مسلمان کو مسجد سے گہرا تعلق ہونا چاہیے۔ یہ تعلق اتنا مضبوط ہو کہ پنج وقتہ فرض نماز مسجد میں جا کر ادا کرے، نماز سے کچھ وقت پہلے وہاں جا کر بیٹھے، تلاوت قرآن مجید کرے، ذکر ومسنون درود وظائف پڑھے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

انتظار الصلوۃ من الصلوۃ (۲)

نماز کا انتظار کرنا، نماز میں سے ہے۔

مومن کا مسجد سے صرف نماز کا تعلق ہی نہ ہو بلکہ اپنے لیے دنیا میں بہترین جگہ مسجد ہی کو سمجھے اور اس سے لگاؤ رکھے۔ جب مسجد میں آئے تو اعتکاف کی نیت کرلے جب تک مسجد میں بیٹھے گا اسے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ شریعت مطہرہ نے مسجد سے تعلق کی اس لیے تاکید کی ہے کہ بندہ جب تک مسجد میں بیٹھا رہتا ہے بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے اور نیکیاں کماتا رہتا ہے۔ مسلمان کے لیے مسجد سے تعلق اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ مسجد کی خدمت کرے، مسجد کے کام کاج میں خادموں کے ہاتھ بٹائے، صفائی وانتظام میں ان کی مدد کرے، لوگوں کو اللہ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کی باتیں بتائے۔ کوئی دینی کتاب پڑھ کر سنائے، یا خود دین کا علم حاصل کرے، یہ سب کام سنت کے مطابق ہیں۔

مسجد کو باہمی اخوت ومحبت کا ذریعہ بنانا

اللہ اوراس ﷺ کے رسولؐ نے مسجد میں پنج وقتہ حاضری اور جمعہ کے روز لازمی حاضری کا اتنا تاکیدی حکم اس لیے دیا ہے کہ مسجد میں آ کرنماز پڑھنے سے مسلمانوں کے باہمی اخوت ومحبت کے تعلقات مستحکم ہوتے ہیں۔ سب مسلمان ایک صف میں پاؤں سے پاؤں اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں جن میں شاہ وگدا، امیر وغریب، حاکم ومحکوم، آقا وغلام، عالم و جاہل، پیر ومرید اور چھوٹے بڑے کا کوئی فرق نہیں رہتا۔ پھر سب ایک امام کے پیچھے اس کے اشاروں کی پیروی کرتے ہوئے خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں تو تمام امتیازات ختم ہوجاتے ہیں اور سب کے سب ایک خدا کے بندے بن کر عبادت کرتے ہیں تو اس سے بہت سی کدورتیں، نفرتیں، تعصّبات، اونچ نیچ کے جھوٹے گھمنڈ، ذات پات کے فرق، نسلی ولسانی، علاقائی وطبقاتی اور مسلکی ومکتبی فرق مٹ جاتے ہیں اور تمام مسلمان اس فرمان خداوندی کے مطابق فاصبحتم بنعمته اخوانا (پس تم اس کی نعمت کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے) آپس میں شیر وشکر ہوجاتے ہیں۔

مسجد میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے سلام کرتا ہے اور خیر وعافیت معلوم کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی تکلیف میں مبتلا ہے تو دوسرے لوگ اس کے ساتھ ہمدردی اور دلجوئی کرتے ہوئے اس کی تکلیف کا مداوا کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ اس طرح معاشرے

میں ایک دوسرے سے محبت بڑھتی ہے۔ نیز مسجد کے طفیل معاشرتی مساوات قائم ہوتی ہے۔ اللہ کا گھر ایسی مساوات محمدی کے قیام کی جگہ ہے جہاں نہ رنگ ونسل کا فرق ہے، نہ ذات پات کا اور نہ دھن دولت کا، یہاں آ کر سب کلمہ گو اخوت کے رنگ میں رنگ کر ایک ہوجاتے ہیں:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ بندہ نواز

مسجد مسلمانوں کا تعلیمی و تربیتی مرکز

مسلم معاشرے کے افراد کی تعلیم و تربیت کے لیے مسجد بہترین مرکز ہے۔ لہٰذا اسے تعلیم و تربیت کا مرکز بنا کر امت کی اصلاح کی جائے۔ یہ وہ مدرسہ ہے جس میں ہر مسلمان روزانہ پانچ وقت حاضری ضرور دیتا ہے۔ گیا گزرا مسلمان بھی ساتویں دن تو مسجد میں حاضری دے ہی دیتا ہے۔ پھر یہ حاضری جبراً نہیں ہوتی بلکہ خوش دلی سے ہوتی ہے۔ اس لیے جو سبق پڑھایا جائے گا لوگ اسے دلجمعی اور شوق سے سنیں گے اور قبول کریں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ امام و خطیب حضرات تعلیم کو آسان، دل نشین اور دلچسپ بنا کر اس انداز سے پیش کریں کہ سننے والوں کے دل میں اتر جائے۔ مسجد کو تعلیم و تربیت کا مرکز بنانے کی کئی صورتیں ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر یہ فریضہ سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ جیسے خطبہ جمعہ کو اس طرح سلسلہ وار ترتیب دیا جائے کہ اس میں دین کی تمام

تعلیم آ جائے۔ البتہ اس تعلیم کا اندازِ بیان مثبت ہو، منفی نہ ہو۔ اس طرح اختلافی فروعی و جزوی مسائل اور عملی زندگی سے تعلق نہ رکھنے والے مسائل سے اجتناب کیا جائے تا کہ اس کے ذریعہ سے تعمیری طرزِ فکر پیدا کیا جاسکے۔

خطبہ جمعہ کے علاوہ ایک اور صورت یہ ہے کہ روزانہ مسجد میں کسی ایک نماز کے بعد مختصر وقت کا درسِ قرآن اور درسِ حدیث دیا جائے۔ یہ درس مسلسل اور بالاستیعاب ہو جو زیادہ سے زیادہ ۱۰-۱۵ منٹ کا ہونا چاہیے۔ مسجد میں ناظرہ قرآن و حفظ کے ابتدائی مدارس قائم کیے جائیں۔ بچے جب ناظرہ قرآن ختم کرلیں تو آسان زبان میں دین کی بنیادی تعلیمات کی کتابیں پڑھائی جائیں۔ تعلیم بالغاں کا سلسلہ بھی ایک مفید کوشش ہوسکتی ہے، جس میں لکھنے پڑھنے کی تعلیم کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیم دی جائے۔ مسجد میں ایک خصوصی ہفتہ وار درسِ قران کا بندوبست بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ دین کی بنیادی تعلیم و تربیت کا اہم ذریعہ ہے۔

مسجد اور خواتین

خواتین ہمارے معاشرے کا نصف سے زیادہ حصہ ہیں جو معاشرے کی تعمیر و ترقی میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔ نیز بچوں کے لیے ان کی گود ابتدائی مدرسہ ہے۔ لہٰذا اگر یہ اسلام کے بارے میں صحیح علم اور سوچ رکھنے والی اور تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ ہوں گی تو معاشرہ کی اسلامی خطوط پر تعمیر اور بچوں کی تعلیم و تربیت میں اپنا کردار

بہتر طور پر ادا کر سکیں گی۔ لیکن یہ جاہل، توہم پرست اور غلط معاشرتی رسوم و رواج میں جکڑی ہوئی ہوں گی تو معاشرہ اسلام کی سمت میں صحیح رفتار سے سفر نہیں کر سکے گا۔ خواتین کو مسجد کی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور کرنے کے لیے انہیں مسجد میں لانے کا مناسب بندوبست کیا جائے تاکہ جمعہ کے خطبے اور دوسرے مواعظ کی مجالس سے مستفید ہوں۔ آج جب خواتین، معاشی، معاشرتی اور تربیتی ضروریات کے لیے مختلف مقامات اور اجتماعات میں شریک ہو رہی ہیں تو پھر انہیں مسجد جیسے عبادتی، دینی، تعلیمی اور تربیتی مقامات پر آنے سے کیوں روکا جائے۔

مسجد کے نظام کو مؤثر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ عورتوں کے لیے مساجد میں ایک جگہ مخصوص کی جائے جس کا محل وقوع اور دروازہ ایک طرف ہو۔ پردے کا معقول بندوبست ہو اور ان کے لیے جائے ضرورت اور وضوخانہ الگ ہو۔ ان انتظامات کے بعد انہیں اجازت دی جائے کہ وہ کم از کم جمعہ کے دن مسجد میں آئیں اور دیگر مواعظ کی مجالس میں شریک ہو کر اسلام کی جامع تعلیم سے روشناس ہوں اور معاشرے کے نصف حصے کی مسجد کے ذریعے سے تعلیم ہو سکے۔

مسجد میں دارالمطالعہ و لائبریری

مسجد میں چاہے چھوٹے پیمانے پر یا بڑے پیمانے پر ایک دارالمطالعہ اور لائبریری ضروری ہونی چاہیے۔ جس میں دینی اور اخلاقی معلومات پر مبنی اخبارات و رسائل

اور ضروری کتابیں موجود ہوں اس سے لوگوں کی تربیت ہوگی اور ان کا شعور بلند ہوگا۔ دارالمطالعہ کا ایک پہلو بہت ہی اچھا ہے کہ نوجوان اور دیگر لوگ جب تک دارالمطالعہ میں ہوں گے تو خراب ماحول، بے کار، بے فائدہ اور بے ہودہ باتوں سے بچے رہیں گے۔ پھر اخبارات و رسائل کے مطالعے سے ان میں تعمیری ذوق وشوق پیدا ہوگا۔ قومی، وطنی اور اجتماعی شعور پیدا ہوگا جس کی وجہ سے اچھے مسلمان اور اچھے شہری بنیں گے۔

اس کام کی ابتدا ہر مسجد میں کی جاسکتی ہے اور مسجد کے فنڈ سے کام شرع کیا جا سکتا ہے۔ لوگوں سے اس مقصد کے لیے چندہ کی خصوصی اپیل کر کے رقم جمع کی جاسکتی ہے۔ نیز ٹاؤن کمیٹی، یونین کونسل و میونسپل کمیٹی سے فنڈ لیے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح کتابوں کے عطیے کی اپیل سے اہل محلّہ، مخیّر ادارے اور افراد مدد کریں گے اور لائبریری قائم ہوجائے گی۔ اس کام کی ابتداء کرنے کے لیے امام مسجد، مؤذن یا مسجد کمیٹی کے افراد میں سے کوئی صاحب آگے بڑھیں۔ اس کے مفید اثرات جلد ہی نظر آنے لگیں گے۔

مسجد مکتب

مسجد میں ابتدائی تعلیم کا مکتب قائم کرنے کا طریقہ اسلام کے روز اوّل سے جاری رہا ہے۔ ہر دور میں مسجد تعلیم کا مرکز رہی ہے اور بحمداللہ آج تک ہے۔ حکومت پاکستان نے مسجد اسکول قائم کر کے اس کام کی اہمیت، افادیت اور ضرورت کو محسوس کیا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کام کو وسیع پیمانے پر کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ

حکومتی، عوامی، انفرادی اور اجتماعی سطح پر یہ کام شروع کیا جائے۔ ناظرہ قرآن کے مکاتب کے ساتھ ساتھ پرائمری کی تعلیم کا بندوبست ہو۔ بے روزگار تعلیم یافتہ افراد، ریٹائرڈ اساتذہ اور دیگر افراد سے کام لے کر ہنگامی بنیادوں پر تعلیم کا کام مسجد سے شروع کیا جائے تو پاکستان میں تعلیمی انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔

مسجد میں شفاخانہ

انسان کی لازمی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت، علاج معالجہ ہے۔ لہٰذا اس ضرورت کی تکمیل کے لیے علاقہ کی ہر بڑی مسجد کے ساتھ ایک بنیادی ہیلتھ یونٹ ہو اور ہر محلے کی مسجد کے ساتھ ایک ڈسپنسری ہو۔ اس طرح ایک طرف غریب لوگوں کی ضرورت پوری ہوگی تو دوسری طرف لوگ اللہ کے گھر سے جڑیں گے۔ اس کام کے لیے تین باتوں کی ضرورت ہے، ایک رقم کی فراہمی اور دوسرا معالج، تیسرا اخلاق کے ساتھ محنت، رقم کی فراہمی حکومت، مقامی بلدیاتی اداروں، رفاہی اداروں اور انجمنوں اور مخیّر حضرات کے ذریعے کی جائے اور معالج جز وقتی رکھا جاسکتا ہے۔ کئی ڈاکٹر اور حکیم فی سبیل اللہ بھی یہ خدمت انجام دینے کے لیے تیار ہوسکتے ہیں۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگ اس کام کی اہمیت کو محسوس کریں اور اخلاص اور لگن سے کام کی ابتداء کردیں۔ پھر مسجد کے نمازیوں میں سے کوئی صاحب نگرانی کریں۔ یہ لوگوں کو مسجد کی طرف متوجہ کرنے اور اللہ کے گھر سے جوڑنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

مسجد کے ساتھ مہمان خانہ

بڑی مسجد کے ساتھ مہمان سرائے اور مہمان خانے ہونے چاہئیں تاکہ لوگ ان میں قیام کریں۔ ان مہمان خانوں میں صفائی ستھرائی کا مناسب انتظام ہو۔ نیز ان کو خود کفیل بنانے کے لیے جزوقتی خادم رکھا جائے اور معمولی فیس وصول کی جائے تو لوگ بخوشی ادا کر کے قیام کریں گے۔ اس لیے جب آدمی کو ہوٹلوں کے شوروشغب والے ماحول سے نجات ملے، مسجد کے پڑوس میں جگہ ملے، نماز باجماعت ادا ہو، دارالمطالعہ اور ابتدائی علاج معالجے کی سہولت حاصل ہو اور نیکی کا ماحول ہو تو لازماً ایسی رہائش کو ترجیح دے گا اور اسے نعمت خداوندی سمجھے گا۔ ہر شہر میں چند ایسی مساجد ہونی چاہئیں جہاں اس قسم کا بندوبست ہو۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ہمارے اسلاف کا طریقہ ہے۔

مسجد اور زکوٰۃ کمیٹیاں

قرآن و حدیث میں نماز و زکوٰۃ کا بیان، فرضیت اور تذکرہ ساتھ ساتھ آیا ہے۔ لہٰذا ان کی ادائیگی بھی ایک دوسرے سے وابستہ ہونی چاہیے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیوں کے دفاتر مسجد میں ہوں۔ اگر دفتر کے لیے علیحدہ کمرہ میسر ہو تو بہت اچھا ورنہ ایک الماری مسجد میں رکھ کر دفتر قائم کرلیا جائے اور زکوٰۃ کمیٹی کے ممبران اپنے اجلاس، دفتری معاملات اور زکوٰۃ کی تقسیم کے کاموں کو مسجد میں نمٹائیں۔ اس سے ایک طرف لوگوں میں صدق گوئی، ایمانداری آئے گی تو دوسری طرف لوگ مسجد کی طرف رجوع کر کے اس سے وابستہ ہوں گے۔

مسجد میں پنچائیت کمیٹی

ہر مسجد کے متقی، سمجھدار اور با اعتماد لوگوں پر مشتمل ایک پنچایت کمیٹی ہونی چاہیے جو اہل محلہ اور اہل مسجد کے چھوٹے موٹے تنازعات اور اختلافات کا فیصلہ کرے۔ یہ فیصلے شریعت مطہرہ کے مطابق ہونے چاہئیں۔ اس طرح بہت سے معاملات تھانوں، عدالتوں اور وکیلوں کی جھنجٹ سے بچ جائیں گے۔ اور ''قصہٗ زمین برسر زمین'' کے مصداق بروقت فیصلہ ہوجائے گا۔ جس سے لوگوں کا پیسہ اور وقت ضائع نہیں ہوگا اور نہ دشمنی و اختلافات بڑھیں گے۔

مسجد میں فیصلے کرنے کا ایک پہلو یہ ہے کہ لوگ جھوٹ نہیں بولیں گے، غلط بیانی اور دھوکہ نہیں کریں گے۔ پھر یہ لوگ فیصلوں کی پابندی بھی کریں گے۔ اس لیے کہ خدا کے گھر میں جو فیصلہ ہوگا اس کی لوگوں کے دلوں میں عزت ہوگی اس کمیٹی کا ایک کام یہ ہونا چاہیے کہ یہ لوگوں کی مشکلات، تکالیف اور شکایات حکام بالا تک پہنچائے۔ اس طرح حکومت اور عوام کے درمیان مسجد رابطہ کا ذریعہ بن جائے گی۔

اس کمیٹی کا انتخاب محلہ کی سطح پر ہوسکتا ہے۔ نیز اس میں امام صاحب کو ایک ممبر کی حیثیت سے شامل کرنا چاہیے۔

مسجد میں نکاح خوانی

نکاح، انسانی زندگی کا ایک اہم مرحلہ ہے۔ عام طور پر ہر شخص کو اس سے واسطہ

پڑتا ہے اور کسی نہ کسی حیثیت سے نکاح کی مجلس منعقد کرنی ہوتی ہے۔ لہٰذا نکاح خوانی کی تقریب مسجد میں رکھی جائے۔ اس سے جہاں اخراجات میں بچت ہوگی وہاں یہ پر وقار تقریب خرافات اور بے ہودگیوں سے بچ جائے گی اور شرکاء تقریب کو سہولت بھی حاصل ہوگی، جیسے موسم سے بچاؤ، پانی، فرش، پنکھے وغیرہ۔ مسجد میں نکاح سے خود نکاح میں برکت اور خیر بھی شامل ہوتی ہے۔ نیز نکاح کی جگہ اور بندوبست پر اٹھنے والے اخراجات کا ایک چوتھائی حصہ بھی مسجد میں دے دیا جائے تو مسجد کے بہت سے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچ سکتے ہیں۔

مسجد اور دیگر معاشرتی امور

مسلم معاشرے کے دوسرے معاشرتی، سماجی امور و معاملات کا مرکز بھی مسجد کو بنایا جائے تو اس سے مسجد کی مرکزیت بحال ہوگی اور لوگوں کا رخ مسجد کی طرف ہوگا۔ جیسے قرآن خوانی کی مجلس، کسی کی وفات پر تعزیت کی نشست، فاتحہ خوانی، مجلس میلاد وغیرہ کا انعقاد مسجد میں کیا جائے۔ اس سے غیر ضروری اخراجات میں کمی ہوگی اور لوگوں کا تعلق مسجد سے بڑھے گا۔

تعمیر مسجد کی طرف توجہ دینا

ٹاؤن پلاننگ کے نقشے میں مسجد کو اہم مقام دیا جائے اور ٹاؤن پلاننگ کی ایسی اسکیمیں منظور نہ کی جائیں جن میں مساجد کے لیے مناسب پلاٹ نہ ہوں اور معقول جگہ

نہ چھوڑی گئی ہو۔ پھر مسجد کے ساتھ مؤذن اور امام صاحب کی جگہیں موجود ہونی چاہئیں تا کہ یہ لوگ مسجد کے قریب قیام پذیر ہوں اور اپنے فرائض اطمینان سے ادا کر سکیں۔ نیز مسجدوں کے پلاٹ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہوں یا آبادی کے ایک یونٹ کے لیے ایک مسجد ہو تا کہ لوگ آسانی سے مسجد پہنچ سکیں۔

مسجد کو آباد کرنے اور مرکز بنانے کی ایک صورت یہ ہے کہ سرکاری ملازمین چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے پنج وقتہ نمازوں میں سے ایک دو وقت کی نمازیں لازماً مسجد میں آ کر ادا کریں۔ اس طرح اعلیٰ سرکاری عہدہ دار جمعہ کی نماز ادا کرنے لازماً مسجد میں آئیں۔ اس سے بیک وقت اصلاح معاشرہ کے کام سرانجام پائیں گے۔ نمازیوں میں اضافہ ہوگا، ماتحت ملازمین مسجد میں آئیں گے، حکام اور عوام کے درمیان دوری ختم ہوگی اور باہمی رابطہ ہوگا۔ باہم ہمدردی و خیر خواہی کی فضا پیدا ہوگی، لوگوں کو اپنے مسائل ان تک پہنچانے میں آسانی ہوگی، ماتحت ملازمین میں احساس ذمہ داری پیدا ہوگا اور کام چوری میں کمی آئے گی۔

مسجد اور دیگر رفاہی کام

مسجد میں دوسرے چھوٹے چھوٹے رفاہی اور اصلاحی کام بھی کیے جاسکتے ہیں جن کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جیسے ابتدائی طبی امداد کا بندوبست کرنا امام مسجد اور ان کے ساتھیوں کے ذریعے سے پرانے کپڑے اور پرانا سامان صاحب ثروت لوگوں

سے جمع کر کے غرباء میں تقسیم کرنا۔ ہفتہ میں ایک دن کسی ڈاکٹر کا آ کر لوگوں کا مفت معائنہ کرنا، کسی کا آ کر قانونی مشورے دینا، غریب طلبہ کے لیے ٹیوشن کا سلسلہ جاری کرنا وغیرہ۔

الغرض مسجد بستی کا ایسا مرکز ہو جس میں انسان کے تمام ضروری معاملات و مسائل میں رہنمائی ہو، چھوٹی موٹی ضروریات پوری ہوں اور آدمی اپنی روحانی و جسمانی تکالیف کا مداوا پائے اور اسے اپنا روحانی وجسمانی مرکز سمجھے۔

مسجد کا انتظام اور انتظامیہ

مسجد کی اہمیت، مقام و مرتبے کی وجہ سے ضروری ہے کہ مسجد کی تعمیر، دیکھ بھال کرنے اور اسے آباد کرنے کے لیے ہر مسجد کے انتظامی امور اور دیکھ بھال کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے جو مسجد کی تمام ضروریات کی تکمیل کرے اور اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے۔

مسجد کی انتظامی کمیٹی میں جو لوگ شامل کیے جائیں ان میں چند ایک ایسی صفات کا پایا جانا ضروری ہے جو مسجد کے خدام اور آبادکاروں کے لیے ضروری ہیں۔ تب ہی مسجد کا نظام اچھی طرح چلے گا اور مسجد سے مطلوب مقاصد حاصل ہوسکیں گے۔ سورۃ توبہ کی آیت ۱۸ کو سامنے رکھیں تو ان کی درج ذیل صفات سامنے آتی ہیں:

(i) یہ لوگ اپنے ایمان و اسلام میں پختہ ہوں۔

(ii) مستقل نمازی ہوں۔

(iii) ان کی زندگیاں بے داغ ہوں۔

(iv) امانت و دیانت کی صفات سے متصف ہوں۔

(v) ان کی کمائی اور آمدنی حلال کی ہو۔

(vi) خوف خدا رکھتے ہوں۔

(vii) کسی ملامت کرنے والے کی پروانہ کرتے ہوں اور

(viii) شہرت و ناموری سے دور ہوں۔ پھر ان لوگوں میں سے جو نسبتاً بہتر ہوں اور مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ ساتھ معاملہ فہمی اور ضروری دنیاوی معاملات سے باخبر ہوں، انہیں ممبر بنایا جائے۔

اسی طرح نماز کے لیے جب امام کا تقرر ضروری و لازمی ہے تو امام رکھنے سے پہلے ہر پہلو سے اسے جانچ کر رکھیں، ظاہری طور طریقوں کے ساتھ اس کے اخلاق، کردار اور اس کی زندگی کے مختلف گوشے دیکھے جائیں۔ پھر امام میں چند دیگر صفات کا ہونا بھی مناسب ہے۔ جیسے جدید علوم سے واقفیت رکھنا، فروعی اختلافات سے کنارہ کش ہونا، سیاسی اور مسلکی گروہ بندیوں سے دور رہنا، خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہونا اور دعوت و تبلیغ سے واقف ہونا وغیرہ۔

تربیت ائمہ و مؤذّنین

حکومت پاکستان یا کوئی ملک گیر تعلیمی ادارہ یا مرکزی محکمہ اوقاف ائمہ مساجد کی ایسی فنی تربیت کا مناسب بندوبست کرے جس کی وجہ سے ائمہ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں کماحقہٗ ادا کرسکیں۔ یہ تربیت تین ماہ یا اس سے کم و بیش رکھی جائے۔ نیز اس پروگرام میں دیگر ضروری مضامین کے علاوہ تجوید، طرق الدعوۃ اور تقابل ادیان کے مضامین بھی پڑھائے جائیں۔ اس قسم کی تربیت کے مراکز تمام صوبوں میں قائم کیے جائیں اور پورا سال یہ سلسلہ جاری رکھا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ ائمہ تربیت حاصل

کریں۔ نیز اس قسم کا تربیتی، نظام جاری ہونے کے بعد سرکاری محکموں کی مساجد اور اوقاف کی مساجد میں صرف وہ ائمہ رکھے جائیں جنھوں نے اس تربیتی کورس کی کامیابی کے ساتھ تکمیل کر لی ہو۔

مؤذنین کی تربیت کا بھی بندوبست کیا جائے جس میں اذان کا طریقہ، تجوید اور ابتدائی نماز کے مسائل اور مسجد کے مسائل کی تربیت دی جائے۔ یہ پروگرام ایک ماہ یا اس سے کم وبیش کا رکھا جائے۔ مؤذنین کی تربیت کے بعد سرکاری اداروں، تعلیم گاہوں وغیرہ میں ایسے مؤذن مقرر کیے جائیں جو اس قسم کی تربیت حاصل کر چکے ہوں۔

ائمہ ومؤذّنین کے لیے مراعات

ائمہ اور مؤذنین کی عام طور پر اٹھارہ گھنٹے تک کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ صبح سحر کے وقت سے مؤذن اور امام اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے جو رات گئے ختم ہوتا ہے۔ ان کے اس کام، مصروفیت، وقت کی پابندی اور خدمات کو دیکھتے ہوئے ان کے لیے مناسب سہولتیں اور مراعات ہونی چاہئیں۔ یہ مراعات اخلاقی و مادی دونوں نوع کی ہوں۔ اخلاقی لحاظ سے ان کی عزت واحترام کرنا، ان کے ساتھ خیر خواہی اور محبت کے جذبات رکھنا اور ان کے کام میں ان کی مدد کرنا چاہیے۔

مادی سہولتوں کے لحاظ سے مسجد کے قریب ان کے رہنے کا بندوبست کرنا ضروری ہے تاکہ یہ حضرات مسجد کی اچھی طرح دیکھ بھال اور خدمت کر سکیں اور وقت پر

نماز کی ادائیگی کا بندوبست کریں۔ پھر گرمی و سردی میں آسانی سے مسجد پہنچ سکیں۔

امام اور مؤذن چونکہ اپنا پورا وقت مسجد کے حوالے کرتے ہیں لہٰذا ان کے معقول مشاہرے ہونے چاہئیں۔ ان مشاہروں کا معیار عام معاشرے کے معیار، ضروریات زندگی کی تکمیل اور ان کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔ جب معاشرہ ان حضرات سے اصلاح ورہنمائی کی توقع رکھتا ہے تو ان کی ضروریات بھی پوری کرے۔

نیز امام صاحب یا مؤذن جب عمر رسیدہ ہوجائیں یا معذور ہوجائیں تو ان کی مدد کا بندوبست بھی ہونا چاہیے۔ جس شخص نے اپنی پوری زندگی اس راہ میں لگائی ہے تو آخری عمر میں اسے محتاج نہ رہنے دیا جائے۔

مسجد کے بارے میں تجاویز اور طریق کار اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس پر عمل اسی وقت ہوسکتا ہے جب مساجد کے بارے میں موجودہ نقطہ نظر، طرز عمل اور رویہ ترک کرکے وہ طریقہ اپنایا جائے جو حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام اور تابعین کے زمانے میں تھا۔ یعنی مسجدیں فی الواقع اللہ کا گھر ہوں، تمام مسلمانوں کے لیے کھلی ہوں، مسلکوں اور مکتبوں سے وابستہ نہ ہوں۔ کسی ایک شخص کی اجارہ داری نہ ہو، مسلکی جزئیات وفروعات پر زور نہ دیا جائے بلکہ اسے اسلام کی بنیادی واصولی تعلیم کا مرکز بنایا جائے۔

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے حکومت وقت کو مساجد کے لیے ہلکا پھلکا کوئی نظام وضع کرنا چاہیے جس سے مساجد کی اصلاح کی جائے، ائمہ کی تربیت وتعلیم کا بندوبست کیا جائے، ائمہ ومؤذنین کا تقرر کیا جائے۔

حواشی

۱: سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب جاء فی حرمۃ الصلوٰۃ حدیث ۲617

۲: مسند احمد، جلد۲، ص ۳۰۱،۳۰۳

ہماری چند دیگر مطبوعات

☆ اسلام کی دس امتیازی خصوصیات	علامہ رشید رضا
☆ محکماتِ عالمِ قرآنی	ڈاکٹر محمود احمد غازی
☆ علامہ اقبال اور مسلم تشخص	ڈاکٹر خالد علوی
☆ رسول اکرمؐ کا منہاج دعوت	ڈاکٹر خالد علوی
☆ اسلام اور بنیادی انسانی حقوق	ڈاکٹر خالد علوی
☆ سیرتِ رسولؐ اور معاشی مساوات	مولانا محمد طاسین
☆ مسلکی اختلافات، حقیقت اور حل	مولانا فضل ربی
☆ عیسائیت کیا ہے؟	مولانا محمد تقی عثمانی
☆ افواہیں اور اس کے اثرات	ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی
☆ نظریۂ پاکستان	پروفیسر شریف المجاہد
☆ بچے کی تربیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	ڈاکٹر امِ کلثوم
☆ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ	ڈاکٹر احسان حقی
☆ اسلام کا نظریۂ ابلاغ	ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر
☆ ماں کی ذمہ داریاں	فرزانہ چیمہ

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

پوسٹ بکس: 1485 اسلام آباد، پاکستان فون: 2262031 ,4~92 61751 فیکس: 2261648

ای میل: publications.da.iiui@gmail.com ویب سائٹ: www.dawahacademy.org